



رفح کراسنگ کا کھولا جانا اور مغربی کنارے کے مکینوں پر عائد پابندیوں میں سختی کا بنیادی مقصد ارض مقدس فلسطین کے باشندوں کی جبری بے دخلی ہے

(عربی سے ترجمہ)

خبر۔ یہودی وجود اور حماس کے مابین جنگ بندی کے معابدے کے پہلے مرحلے پر عملدرآمد، اور زندہ اسرائیلی قیدیوں سمیت ہلاک شدگان کی باقیات کی واپسی کو قریباً اسی (80 روز بیت جانے کے باوجود، جس میں اب بھی ایک لاش کی تلاش جاری ہے، کچھ خبر رسان ذرائع یہ اشارہ دے رہے ہیں کہ "حالیہ ایام میں رفح بارڈر کراسنگ کو کھولنے کے لیے امریکی دباؤ مسلسل جاری رہا ہے" جو کہ امریکہ میں یہودی وزیر اعظم کی ملاقاتوں سے ہے آہنگ ہے۔ ان ذرائع کے مطابق، یہودی وجود، نیتن یاہو کے دورے کے بعد جس دوران اس نے گزشتہ پیر، 29 دسمبر 2025 کو ٹرمپ سے ملاقات کی تھی، دونوں جانب سے کراسنگ کھولنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ (الجزیرہ عربی) (ترجمہ شدہ۔)

تبصرہ۔ میڈیا کی تمام تر توجہ محض اس بحث پر مرکوز ہے کہ رفح کراسنگ کا انتظام کون سنہالے گا اور اس کی بحالی کا طریقہ کار کیا ہوگا، تاہم ان حالات میں کراسنگ کھولنے کے مضرات پر جان بوجہ کر پرده ڈالا جا رہا ہے۔ لہذا، کراسنگ کھولنے کی اہمیت کا جائزہ لینا ضروری ہے، جس میں درج ذیل نکات شامل ہیں:-

1. یہ حقیقت اب سب پر عیاں ہو چکی ہے کہ امریکہ اور یہودی وجود نہ تو کسی وقار کے حامل ہیں اور نہ ہی دیانت کے۔ اس معابدے کے بارے میں، جس کا نام اس کے خالق ٹرمپ کے نام پر رکھا گیا ہے، یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ وہ مسلیمہ کذاب سے بھی بدتر ہے، اور یہی حال ان مغربی حکمرانوں سمیت مسلم دنیا کے ان کٹھے پتلی حکمرانوں اور فوجی کمانڈروں کا ہے جو اس کے حليف بنے ہوئے ہیں۔ ان میں وہ کمزور ترین مسلم حکمران بھی شامل ہیں جنہیں اس معابدے کے نفاذ کا ضامن بنایا گیا تھا؛ جن میں ترکی کا منافق، پاکستان کا کٹھے پتلی، مصر کا فرعون، اور انڈونیشیا کا بے س حکمران و دیگر شامل ہیں۔ معابدے پر دستخط ہوئے لگ بھگ تین ماہ بیت چکے ہیں، لیکن ٹرمپ اور اس کے زیر اثر یہودی وجود نے اس کی ایک بھی شق پر عمل نہیں کیا، حالانکہ یہ معابدہ سر تا پا نانصافی پر مبنی تھا۔ یہودی وجود کی جانب سے گزشتہ دو برسوں سے جاری قتل و غارت گری بند نہیں ہوئی، غزہ اور مغربی کنارے سے خواتین، بچوں اور بزرگوں سمیت مسلمان قیدیوں کو رہا نہیں کیا گیا، اور غزہ کی پٹی میں امدادی سامان، خیموں اور دیگر انسانی ضرورت کی اشیاء کی فراہمی بھی تعطل کا شکار ہے۔

2. یہودی وجود اور ٹرمپ کی جانب سے عہد شکنی دراصل ایک دانستہ اقدام ہے، جس کا مقصد اہل غزہ کے مصائب و آلام کو طویل سے طویل سے ہجرت کر جائیں گے؛ اپنی مزاحمت سے راہ فرار اختیار کرنے کے لیے تعداد میں لوگ غزہ کی پٹی سے ہجرت کر جائیں گے؛ اپنی مزاحمت سے راہ فرار اختیار کرنے کے لیے نہیں، بلکہ ایک تقدير سے دوسرا تقدير کی جانب جانے کے لیے۔ حقیقت یہ ہے کہ غزہ کی پٹی اب رہائش کے قابل نہیں رہی۔ اگر امریکہ اور یہودی وجود نے مزاحمت کاروں کی جانب سے اسرائیلی قیدیوں کی رہائی کے عزم کے باوجود پہلے مرحلے میں تین ماہ کی تاخیر کی ہے، تو وہ دوسرے اور تیسرا مرحلے میں کتنی تاخیر کریں گے، جہاں غزہ کی ازسر نو تعمیر ہونی ہے؟ تعمیراتی مواد کی ترسیل میں تاخیر اور پابندیوں کی اس پالیسی کے باعث غزہ کو دوبارہ بسانے اور اسے رہنے کے قابل بنانے میں کتنا وقت لگے گا؟ درحقیقت تعمیراتی مواد کی فراہمی میں رکاوٹیں کھڑی کرنا اہل غزہ سے انتقام لینے اور انہیں رضاکارانہ ہجرت پر مجبور کرنے کا ایک حرہ ہے۔

3. نے مغربی کنارے کے (PA) اگرچہ یہودی ریاست اور اس کی کٹھے پتلی فلسطینی اتحارٹی لوگوں سے دفاع و مزاحمت کے تمام وسائل چھین لیے ہیں، اور وہ اس حد تک گر چکے ہیں کہ جو کوئی

بھی آزادی اور مزاحمت کی بات کرتا ہے، اسے "اشتعال انگیزی" کے الزام میں یہودی یا فلسطینی جیلوں میں تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، لیکن مغربی کنارے میں گزشته دو سالوں سے جاری سیکورٹی آپریشنز کا کوئی حقیقی جواز موجود نہیں ہے۔ اس کے بر عکس، قتل و غارت، گھروں کی مسماری، شہروں اور دیپتوں پر روزانہ کے چھپے، اور فلسطینی محنت کشوں کو "گرین لائن" میں داخلے سے روکنا، جو کہ مغربی کنارے کی میشیت کی شہ رگ ہے، ان سب کا واحد مقصد غزہ کی طرح بیان کے لوگوں کو بھی ہجرت پر مجبور کرنا ہے۔ توقع یہ کی جا رہی ہے کہ جو لوگ پیچھے رہ جائیں گے، وہ یہودی وجود کی جانب سے مسلط کردہ تبدیلیوں کے آگے سرنگوں ہو جائیں گے: جن میں زمینوں پر غاصبانہ قبضہ، بستیوں کی غیر قانونی تعمیر، اور مکمل بتھیار ڈالنے پر مجبور کرنے والے جابرانہ اقدامات شامل ہیں؛ اور یہ سب کچھ مغربی کنارے میں یہودی وجود کے سیکورٹی دستے، یعنی فلسطینی اتحادی کی نگرانی میں ہو رہا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اگرچہ ارض مقدس فلسطین کے باشندوں کا اجر ان کی ثابت قدمی، صبر اور اپنی مٹی سے وابستگی کی بدولت نہایت عظیم ہے کیونکہ وہ یہودیوں اور ان کے حلیفوں کے پر ظلم کو سہ رہے ہیں، تابم کسی ایسے شخص کو ملامت کرنا جائز نہیں جو اپنے اہل خانہ کے تحفظ کی خاطر پڑھوئی مسلم ممالک کی طرف ہجرت کرتا ہے۔ یہ میدان جنگ سے فرار نہیں ہے، اللہ نہ کرے، بلکہ یہ اللہ کے ایک فیصلے سے دوسرے فیصلے کی طرف جانا ہے۔ فلسطین کے ستم رسیدہ لوگوں پر ان کی سکت سے زیادہ بوجہ ڈالنا مناسب نہیں ہے۔

صرف وہ لوگ ملامت کے مستحق ہیں اور جن پر صبح و شام ملامت کی جانی چاہیے، اور وہ سرحدوں پر اور ان کے پیچھے تعینات مسلم افواج ہیں۔ مظلوموں کی نصرت، انہیں اپنی زمین پر بالاختیار بنائے، دشمن سے انتقام لینے اور ارض مقدس فلسطین کو واگزار کرانے کی شرعی ذمہ داری ان مسلم فوجی افسران کے کندهوں پر عائد ہوتی ہے جن کے پاس تمغے اور عبدے ہیں۔ ان کی بزدی اور کمزوری کا یہ تسلسل اب ختم ہونا چاہیے۔

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفَرُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَثَلَّتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرْضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ
الَّذِيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَّعَ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ)

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلو تو تم زمین "سے چمٹ کر رہ جاتے ہو؟ کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے ہو؟ حالانکہ دنیا کی زندگی کا فائدہ آخرت کے مقابلے میں نہایت قلیل ہے۔" [سورہ التوبہ: 38]

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے ریڈیو برائکاٹ کے لیے تحریر کردہ
بلال المهاجر ، ولایہ پاکستان کی تحریر